www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

مولانا عبدالرحمٰن عزیزؔ الہ آبادی

مقامِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پر

شیعہ سُنّی اتحّاد

نام ونسب ومنصب :

عثمانؓ بن عفان، کنیت ابوعبداللہ، والدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ، نانی ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب، اس لحاظ سے حضرت عثمانؓ نبی علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے (تاریخ اسلام از مولانا نجیب آبادی ص۲۹۳، عنوان النجابہ ص۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنیؓ نبی علیہ السّلام سے قرابتِ قریبہ رکھتے تھے۔ اور معزز خاندانِ قریش کے فرد تھے۔ تجارتی کاروبار بہت دور تک پھیلا ہوا تھا، عرب کے مشہور تجار اور امیر کبیر لوگوں میں آپؓ کا شمار ہوتا تھا۔ نہایت ہی سلیم الفطرت، شرم وحیا کے پیکر، جُود وسخا کے ہیرو، عجز وانکساری کا دامن تھامے ہوئے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ولادت :

نبی علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے چھٹے سال میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جیسا کہ عنوان النجابہ میں مرقوم ہے :

"وُلِدَ عُثْمَانُ فِی السَّنَۃِ السَّادِسَۃِ بَعْدَ الْفِیلِ"

"حضرت عثمانؓ عام الفیل کے بعد چھٹے سال پیدا ہوئے۔"

اس لحاظ سے حضرت عثمان غنیؓ، نبی علیہ السلام سے عمر میں چھ سال چھوٹے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

اسلام :

ایمانِ عثمانؓ کے متعلق مختلف روایات ہیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۱۔ عنوان النجابہ میں ہے:

"اَسْلَمَ عُثْمَانُ قَدِیْمًا دَعَاهُ اَبُوْبَکْرٍ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمَ"
(ص ۲۷، مختصر سیرت رسولِ عربی ﷺ)

یعنی "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سابقین اولین مسلمانوں میں سے تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوتِ تبلیغ سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوتے تھے"۔۔۔۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے صرف تین شخص مسلمان ہوئے تھے۔ (تاریخ الاسلام ص ۳۹۴/۱)

۲۔ طرابلسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن نبی علیہ السلام سے عرض کی: "اے ابوالقاسم ﷺ تیری قوم تجھ پر طرح طرح کے اتہام عائد کرتی ہے، اس کی کیا وجہ ہے"؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے ابوبکر، میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں، میرے پاس اللہ کا فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ خداوندِ قدوس نے مجھے اعزازِ رسالت سے نوازا ہے۔ میں تجھے بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں"۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق اس گفتگو کے بعد ایمان لے آئے۔ اسلام کے بعد حضرت عثمان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے ملے اور پیغامِ رسول ﷺ پہنچایا۔ اور یہ سب مسلمان ہو گئے۔

۳۔ ابن اثیر نے بحوالہ ابنِ عساکر ذکر کیا ہے، ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحالتِ غم واندوہ گھر آئے تو وہاں ان کی خالہ سعدیٰ بنت کریز (مشہور کاہنہ) بیٹھی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی یوں گویا ہوئیں:

"اے عثمان تجھے خوش ہو جانا چاہیے کیونکہ تجھے دس خوشیاں عنقریب میسر آئیں گی۔ تیرے نکاح میں ایک حسین پاکیزہ عورت آئے گی جس کا باپ دنیا کا عظیم ترین انسان ہوگا، اور ایسے شخص سے تیرا رشتہ استوار ہوگا جس کے ساتھ تیرا تذکرہ بھی باعثِ فخر ہوگا، تجھے بھلائی سے نوازا جائے گا، اور تجھے برائی سے بچایا جائے گا"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "خالہ جان آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں جس کی آپ مجھے بشارت دے رہی ہیں، اس کا تو نکاح بھی ہو چکا ہے!" خالہ نے جواباً کہا "اے عثمان، تو ایک خوبرو نوجوان ہے۔ بہترین گفتگو والا ہے، اس پیغمبر ﷺ کی رسالت پر دلائل وبراہین موجود

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا دین دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور اس پر اللہ کا فرشتہ وحی لے کر آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حق و باطل میں امتیاز کا ملکہ عطا فرمایا ہے، لہٰذا بت پرستی چھوڑ کر اس کی پیروی کر!" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا "خالہ جان، آپ ایسے شخص کی پیروی کے لیے مجھے دعوت دیتی ہیں، جو ہمارے شہر میں بھی موجود نہیں" خالہ نے جواب دیا" محمد بن عبداللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیے گئے ہیں، جو لوگوں کو اس کی ہدایت کے مطابق اس کے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس کا ستارۂ مقدر درخشاں ہے، اس کے دین میں نجات ہے، اس کے سامنے بڑی بڑی حکومتیں سرنگوں ہوں گی۔ اس کے دشمن زیر ہوں گے، اگرچہ کتنی ہی قربانیاں دیں اور کتنے ہی مسلح ہو کر آئیں!"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں یہ گفتگو سن کر حیرت کے عالم میں گھر سے نکلا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ تمام واقعہ ان سے عرض کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے عثمان رضی اللہ عنہ! افسوس ہے کہ تو ذی شعور ہو کر بھی حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ بزرگوں کے مجسمے سوائے بے حس پتھروں کے کیا ہیں؟ جن کی ہماری قوم پوجا کر رہی ہے۔ جو سنتے، دیکھنے، نفع نقصان دینے سے بھی قاصر ہیں!" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا" واقعی آپ سچ کہتے ہیں" حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "آپ کی خالہ سچ کہتی ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو دنیا کی رہنمائی کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اگر تو ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو میرے ساتھ آ!" ہم دونوں حاضرِ خدمت ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "عثمان رضی اللہ عنہ، فرمانِ الٰہی کو قبول کرو اور یقین رکھو کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی رہبری کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں!" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ گفتگو سن کر بے اختیار ہو گیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر مشہور ہوئی تو خاندانِ بنی امیہ میں صفِ ماتم بچھ گئی اور قریش کے تمام خاندان میں گویا زلزلہ آ گیا۔ مشورے ہونے لگے کہ بنی امیہ کے امیر ترین آدمی عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ہے، اب مالی طور پر ان کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔ لہٰذا عثمان رضی اللہ عنہ کو کسی نہ کسی طریقے سے اسلام سے روگردان کرنا چاہیئے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ کو اکسایا۔ اس نے قبیلہ کے چند افراد کی مدد سے آپ رضی اللہ عنہ کو رسیوں سے باندھ دیا اور بہت مارا۔ طرح طرح کی جسمانی اذیتیں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پہنچائیں۔ لیکن یہ سنگدل آپؓ کو اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ رضی اللہ عنہ!
(تاریخِ اسلام نجیب آبادی ص ۹۹/۱)

ایمانِ عثمانؓ عقل کی کسوٹی پر:

اگر کوئی شخص دل میں یہ خیال جمائے کہ حضرت عثمانؓ، طمع، حصولِ مال و زر، استحکامِ مستقبل، یا تمنائے خلافت کی بناء پر ایمان لائے تھے، تو ایں خیال است و محال است و جنوں! — کیونکہ طمع نفسانی کا سوال وہاں پیدا ہو سکتا ہے جہاں تکمیلِ خواہشات کی ہر چیز میسّر ہوتی نظر آتی ہو! — مگر یہاں؟ — حصولِ مال و زر کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب خزانہ کی چابیاں اس آقا کے ہاتھ میں ہوں جس کے زیرِ سایہ رہ کر زندگی گزارنے کا خیال ہو۔ مگر یہاں سیر ہو کر کھانا بھی میسّر نہیں ؟

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ملکِ عرب کے بادشاہ ہوتے، تو حضرت عثمانؓ کا ایمان لانا، ان کے استحکامِ مستقبل اور حصولِ خلافت کی نشاندہی کرتا تھا، کہ آپؐ کل کو ملکِ عرب کی سربراہی کا موقعہ دیں گے۔ مگر اس وقت ایسا خیال کسی انسان کے حاشیۂ دماغ میں بھی نہ آسکتا تھا، جبکہ آپؓ سے پہلے تین یا چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ اس وقت تو زبان پر یہ الفاظ لانا کہ "میں محمدؐ کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی تسلیم کرتا ہوں" اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں ڈال لینے کے مترادف تھا۔ فَافْهَمُوا وَ تَدَبَّرُوْا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْجَاهِلِيْنَ"

ہجرتِ عثمانؓ:

جب کفارِ مکہ اسلام کی ترقی و عروج کو روکنے میں ناکام رہے تو انہوں نے مسلمانوں کو بیت اللہ میں آنے سے روک دیا، شرپسندوں کا ایک دستہ رسولِ خدا اور آپؐ کے متبعین (صحابہ کرامؓ) کو ستانے، انہیں دیکھ کر گلی کوچوں میں تالیاں بجانے، گالیاں دینے، اور مسافروں کو ان سے ملاقات نہ کرنے پر مامور ہوا۔ تو کچھ لوگ مسلمانوں کو گرم ریت اور سلگتے ہوئے کوئلوں پر لٹاتے، کوڑے لگاتے، لوہے کی زرہیں پہنا کر انہیں گرم پتھروں پر پھینک دیتے پر مامور ہوئے۔ غرضیکہ کوئی بری سے بری سزا ایسی نہ تھی جو مسلمانوں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے لیے تجویز کی جاتی ہو۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عام اجازت دیدی کہ جانی اور ایمانی دولت بچانے کے لیے ہجرت کر کے حبشہ کو چلے جائیں۔ اس اجازت کے بعد ایک مختصر قافلہ (بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل[1]) رات کی تاریکی میں ملکِ حبشہ کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا۔ نبی علیہ السلام خود اس قافلہ کو الوداع کہنے کے لیے مکہ معظمہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ (زوجہ عثمانؓ) کو دیکھ کر فرمایا:

"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُمَا لَأَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بَعْدَ إِبْرَاهِيْمَ وَلُوْطٍ"

(تاریخ دمشق، بحوالہ عنوان النجابہ صـ۲۷۔ رحمۃ للعالمینؐ منصور پوری صـ۱۲۷)

"مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عثمانؓ و رقیہؓ وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد ہجرت کی۔"

شیعہ کتب میں گیارہ مردوں اور چار عورتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ مجمع البیان میں ہے:

"فَخَرَجَ إِلَيْهَا سِتَّ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَّ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَهُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَامْرَأَتُهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...."! (مجمع البیان صـ۲۳۳ / ۳)

"حبشہ کی طرف خفیہ ہجرت کر کے جانے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں ان میں حضرت عثمانؓ اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہؓ بنت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں[2] رضی اللہ عنہما!

---

[1] شیخ الاسلام محمدؒ بن عبدالوہاب نے مختصر سیرت رسولِ عربیؐ میں اس قافلہ میں شامل افراد کے نام بھی گنوائے ہیں: حضرت عثمان بن عفان، ابوحذیفہ بن عتبہ، ابوسلمہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، ابوسبرہ بن ابی رہم، حاطب بن عمرو، سہیل بن وہب، عبداللہ بن مسعود ___ عورتوں میں سے، رقیہؓ بنت رسولؐ اللہ، سہلہ بنت سہیل، ام سلمہ، لیلیٰ بنت ابی حثمہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین!

(مختصر سیرت رسولِ عربیؐ صـ۹۲ مطبوعہ لاہور)

[2] ۵ سنہ نبوی میں جب نبی علیہ السلام نے مسلمانوں کو عام اجازتِ ہجرت دی اور جو قافلہ سب سے پہلے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا، حضرت عثمانؓ اس قافلہ میں بھی شریک تھے۔ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جہادِ عثمانؓ:

جہاد بالمال میں حضرت عثمانؓ تمام صحابہ کرامؓ سے پیش پیش رہے ۔ جب نبی علیہ السلام بمعہ صحابہؓ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو میٹھے پانی کی سخت تکلیف تھی، صرف ایک میٹھا کنواں تھا جو ایک یہودی کے قبضہ میں تھا اور بھاری قیمت پر پانی دیتا تھا ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا" جو شخص اس کنواں (بئر رومہ) کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اس کے لیے جنت ہے"! حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کا نصف بارہ ہزار، پھر باقی نصف اٹھارہ ہزار میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ۔ غزوۂ تبوک میں ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے بمعہ ساز و سامان دیئے ۔ نقد چندہ اس کے علاوہ تھا ۔ (رحمۃ للعالمین ص ۱۲۵/۲ ۔ استیعاب)

مسجد کے لیے پچیس ہزار کی زمین حضرت عثمانؓ نے خرید کر وقف کی تھی ۔ ایک سال مدینہ میں قحط پڑا تو آپؓ نے اپنا تمام غلہ محتاجوں کو دے دیا ——— مسلمان ہونے کے بعد ہر ہفتہ ایک غلام آزاد کرتے، اگر کسی ہفتہ ناغہ ہو جاتا تو دوسرے ہفتے دو غلام آزاد کرتے ۔
(تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۳۹۲/۱)

جیش العسرت کا اکثر سامان حضرت عثمانؓ نے مہیا فرما دیا تو نبی علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا" اے عثمانؓ تیرے جنتی ہونے کے لیے یہی عمل کافی ہے"!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیتِ نبویؐ پر بار بار فاقہ کی نوبت آتی تو حضرت عثمانؓ ہی ضروری سامان بھجوا دیتے ۔ نبی علیہ السلام نے متعدد بار یہ دعا حضرت عثمانؓ کے لیے فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ"

ایک دفعہ یہ دعا شام سے صبح تک کرتے رہے کہ: "اے اللہ میں عثمانؓ سے بہت خوش ہوں، تو بھی اس سے خوش ہو جا"۔ رضی اللہ عنہ!

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس لحاظ سے آپؓ نے دو ہجرتیں کیں اور "ذو الہجرتینؓ" کہلائے ۔ جبکہ دیگر خلفاء نے ایک ہجرت کی ۔ نیز دیگر مہاجرین کی نسبت آپؓ زیادہ پریشان ہوئے ۔ چنانچہ ملک بدر ہونا، دوبارہ مدینہ پہنچنا، مالی نقصان اٹھانا، آپؓ کے مکانوں پر کفار کا قابض ہونا، کاروبار کا برباد ہونا وغیرہ پریشانیاں سرِ فہرست ہیں ۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ایک دفعہ خلافتِ صدیقیؓ میں سخت قحط پڑا۔ اس دوران حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدے ہوئے آگئے۔ تاجروں نے ڈیڑھ گنا منافع دے کر مال اٹھانا چاہا، لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا "تم گواہ رہو، میں نے تمام غلہ مدینہ منورہ کے فقراء اور مساکین کو دے دیا ہے"۔ ایامِ محاصرہ میں بھی غلاموں کو برابر آزاد کیا اور مہمانوں کو ہمیشہ قیمتی کھانا کھلاتے تھے۔

(تاریخِ اسلام ص ۴۴۷/۱، عنوان النجابہ ص ۲۸، اصابہ ذکرِ عثمانؓ)

جہاد بالنفس:

حضرت عثمانؓ جنگِ بدر کے ماسوا باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگِ بدر میں عدمِ شمولیت کا سبب مولانا اکبر شاہ تاریخِ اسلام میں یوں بیان کرتے ہیں:

"آپ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ کی سخت علالت کے سبب جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے اور آنحضرتؐ کی اجازت و حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں رہے، لیکن جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں آپؓ کو اسی قدر حصہ ملا، جس قدر شرکاء جنگ کو ملا۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "اصحابِ بدر میں عثمانؓ کو بھی شامل سمجھنا چاہیئے"۔

(تاریخِ اسلام ص ۳۹۴/۱)

امام بخاریؒ حضرت عثمانؓ کی جنگِ بدر میں عدمِ شمولیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

" وَ اَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَ سَهْمَهٗ "

(بخاری شریف ج ۵ ص ۱۸، بخاری شریف ص ۵۲۳/۱، مشکوٰۃ ص ۵۶۲/۲)

"حضرت عثمانؓ کا غزوۂ بدر میں عدمِ شمولیت کا سبب یہ ہے کہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں۔ نبی علیہ السلام نے خود حضرت عثمانؓ کو (اجازت دے دی کہ تم اپنی بیوی کی خبر گیری کے لیے یہیں ٹھہرو اور) فرمایا تمہارا اجر اور حصہ اس شخص کے برابر ہے جو جنگِ بدر میں شریک ہوا"۔ رضی اللہ عنہ!

اور عنوان النجابہ میں ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"وَكَانَ تَأَخَّرَ عَنْ بَدْرٍ بِتَمْرِيْضِهَا بِإِذْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ بِنَصْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبَدْرٍ يَوْمَ دَفَنُوْهَا بِالْمَدِيْنَةِ" (عنوان النجابہ ص ۲۷)

(مطلب وہی جو گزر چکا ہے) ـــــ ان روایات سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عثمانؓ کی جنگِ بدر میں غیر حاضری فرمانِ نبویؐ کے مطابق تھی۔ اگر نبی علیہ السلام اپنی لختِ جگر کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمانؓ کو نہ روکتے تو حضرت عثمانؓ ضرور شریکِ جنگ ہوتے۔ پھر شانِ صحابیت ملاحظہ فرمایئے کہ باوجود شریکِ جنگ نہ ہونے کے شریکِ جنگ سمجھے گئے، یہ حضرت عثمانؓ کی منقبت اور آپؓ کے اخلاصِ قلب کی زبردست دلیل ہے۔

جنگِ اُحد:

اس جنگ میں اولاً مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار بھاگ گئے۔ درہ پر متعین صحابہؓ (چند صحابہؓ کے ماسوا باقی سب) مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے عقب سے حملہ کر دیا۔ درہ پر چند صحابہؓ تابِ مقاومت نہ لاسکے۔ کیونکہ کفار کا یہ حملہ ناگہانی آفت کی طرح تھا۔ پھر ابوسفیانؓ بھی (یہ بھی ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) سنبھل کر واپس آگئے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ رہی۔ جب ابن قمیہ لیثی کے ہاتھوں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت ہوئی تو اس نے باآوازِ بلند کہا: "اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ" (بیشک محمدؐ شہید کر دیئے گئے۔ سیرتِ رسولِ عربیؐ ص ۲۴۲) تو مشرکوں کی ہمت بڑھی اور مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اب ہر مسلمان اپنی جگہ پریشان تھا، حتیٰ کہ بعض صحابہؓ نے تو یہ خیال کیا کہ جب نبی علیہ السلام ہی نہ رہے، تو اب جانیں لڑانے سے کیا فائدہ؟ اس خبر کی وجہ سے دلوں پر ایسا غم طاری ہوا کہ ہاتھوں میں تلوار سونتنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ یہ سب کچھ نبی علیہ السلام کے زندہ اور سلامت موجود ہونے سے بے خبری کے باعث ہوا۔ ان حالات میں اگر بعض لوگ شدتِ غم سے نڈھال اور بعض ناامیدی کے باعث جنگ لڑنے سے توقف کر گئے تو یہ ایک مجبوری تھی۔ نہ کہ دانستہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگر صحابہؓ کی دانست میں یہ بات ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور کفار کے نرغہ میں ہیں تو ربِّ ذوالجلال کبھی بھی ان کے لیے "وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ" (بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما [illegible]

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ